ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

بانی
شیخ التفسیر
مولانا احمد علی لاہوری
قدس اللہ سرہ العزیز

دین کا کام

جامعہ رشیدیہ میں ایک مرتبہ ضروریات پوری کرنے اور اساتذہ کرام کے مشاہرے ادا کرنے کے لئے روپیہ پیسہ ختم ہو گیا جامعہ کا نظام مشکلات سے دوچار ہونے لگا تو ناظم جامعہ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی نے اپنے والد حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رائپوریؒ کی خدمت میں صورت حال پیش کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ”حبیب اللہ! شہر کی کسی غریب آبادی میں جہاں قرآن کی تعلیم کا مدرسہ نہ ہو آج ہی جا کر وہاں مسجد میں یا کرائے کے مکان میں کسی حافظ قاری صاحب کو مقرر کر کے مدرسہ قائم کر دو۔ آج کل ہی میں، جلدی یہ کام کر دو، دیر نہ کرنا“۔ ناظم صاحب نے عرض کیا ”حضرت! پیسے ہی نہیں ہیں مدرس کہاں سے رکھوں؟“ فرمایا ”میں نے تجھے صحیح راستہ بتایا ہے۔ جاؤ پہلے کام کرو اور پھر اجر کی امید رکھو۔ دینی خدمت اور اسلامی محنت کرتے رہو۔ مصارف و اخراجات اللہ تعالیٰ خود پورے فرمائیں گے“۔ حضرت ناظم صاحب نے نیا مدرسہ قائم کر دیا اور جامعہ رشیدیہ کے ایک سابق طالب علم حافظ نور محمد صاحب نے بیرون ملک سے ایک خطیر رقم جامعہ کے لئے بھجوا دی۔

۲۶ جولائی ۱۹۸۵ء

۲/- روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

اللہ کی تعظیم

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا
اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس اللہ کے بندے نے کسی اللہ کے بندہ کو دوست رکھا اُس نے اپنے بزرگ و برتر رب کی تعظیم کی۔

تشریح: ہمارا آپس کا میل و جول زندگی کے خوشگوار بنانے کے لیے نہایت ضروری چیز ہے لیکن یہی میل جول اس زندگی کے آگے کی زندگی کے بہتر بنانے کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اوّل تو زندگی کو ایک ایسا سلسلہ بتایا ہے جو مرنے سے ختم نہ ہو گا بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہے گا اور پھر کبھی موت نہ آئے گی۔ اس لیے انسان پر لازم ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں مفید اور نیک کام اس طرح کرے کہ ان کا پھل اسی زندگی میں ختم نہ ہو جائے بلکہ آئندہ زندگی میں بھی ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اچھے کام فقط اِس دُنیا کے فائدے کے خیال سے نہ کرے بلکہ اس کے کرنے کا مقصد اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہو اور وہ یہ ہے کہ ہر اچھا کام کرتے وقت یہ نیت رکھے کہ میں یہ کام اللہ کے لیے کر رہا ہوں۔ بس یہی وہ گُر ہے جس سے دُنیا و آخرت کی زندگی میں نیک عمل کا پھل ملے گا۔ اگر اِس کے سوا کوئی اور دنیوی مقصد مقرر کیا تو وہ مقصد دُنیا کے بعد ختم ہو جائے گا۔ آگے اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اِس لیے جو بندہ اللہ کی رضا کو اپنے نیک کاموں کا مقصد ٹھہرائے گا وہ اُن کا پھل ہمیشہ کھائے گا۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ آپس کا میل جول فقط دُنیا ہی کا نفع اٹھانے کے لیے نہ کرو۔ دُنیا کتنے دن ہے۔ آج مرے کل دُوسرا دن۔ جو شخص کسی سے محبّت اور میل جول اِس لیے کرے گا کہ میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور یہ بھی اللہ کا بندہ ہے تو یقیناً اُس نے اپنے رب کا ادب کیا اور اپنے رب کی عزّت کی۔ اس احترام کا نتیجہ لازماً یہ ہوگا کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے گا اور دُنیا و آخرت دونوں جگہ اُس کو اس کے نیک کام کا بہت اچھا بدلہ ملے گا۔

لہٰذا جس سے محبّت کرو صرف اس لیے کرو کہ ہم دونوں کا ایک ہی مالک ہے۔ ہم سب کچھ اسی کی خاطر کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ ہمارا عمل دُنیا کے اندر ہوگا اور عام انسانی مادی ضروریات کے لیے ہوگا لیکن ان کا شمار نیک کاموں میں ہوگا۔

نماز پڑھ اس سے قبل کہ
تیری نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۳۱ شمارہ ۲

— بیاد —
جانشین شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور
نور اللہ مرقدہٗ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری
مدظلہٗ

— مجلس ادارت —
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی پرچہ: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۷ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

نقطۂ نظر

جمعیۃ علماء اسلام کے نام پر جمع ہونے والے

چند ناعاقبت اندیش حضرات کی حرکت

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۸۵ء کو جامعہ مدنیہ لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے نام پر چند حضرات نے باہمی مشاورت کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی عہدیداران اور راہنماؤں حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ، حضرت مولانا زاہد الراشدی، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، حضرت مولانا صدر الشہید اور حضرت مولانا محمد زکریا کو جمعیۃ سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مذکورہ بالا خبر کئی روز پہلے بھی اخبارات میں شائع ہو چکی تھی جس کی تصدیق خود مولانا حامد میاں نے اس بیان کے ذریعے کر دی تھی کہ یہ اخراج ہم نے نہیں بلکہ مقامی جمعیتوں نے کیا ہے اور پھر مولانا فضل الرحمٰن نے بھی اعلان کیا کہ ان حضرات کو اجلاس کے دعوت نامے نہیں بھجوائے جا رہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب اس فیصلہ پر ملک بھر میں شدید ردِّ عمل ہوا تو آخر وقت میں ان حضرات کو بھی ندامت سے بچنے کے لئے دعوت نامے بھجوا دئے گئے۔ جب یہ دعوت نامہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی کو ملا تو انہوں نے مولانا فضل الرحمٰن کو درج ذیل مکتوب لکھا جس کا یہاں نقل کرنا ضروری ہے تاکہ قارئین اور جماعتی دوست حقائق کی روشنی میں صحیح فیصلہ کر سکیں۔ مولانا کے خط کا

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

مکمل متن یہ ہے :۔

باسمہٖ سبحانہٗ

محترمی مولانا فضل الرحمٰن صاحب زید مجدکم ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج گرامی ! گذارش ہے کہ آج ۱۴ جولائی ۸۵ء اتوار کو بعد ظہر گوجرانوالہ کے دو ذمہ دار جماعتی دوستوں جناب ڈاکٹر غلام محمد اور جناب ملک عبدالواحد کی موجودگی میں آج کی ڈاک میں آنجناب کی طرف سے ایک دعوت نامہ موصول ہوا ہے جس میں مجھے پرسوں ۱۶ جولائی کو جامعہ مدنیہ لاہور میں مرکزی مجلس شوریٰ کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس دعوت نامہ کو قبول کرنا بوجوہ میرے لئے ممکن نہیں ہے :

اوّلاً اس لئے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرحوم امیر حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرہ العزیز نے ۱۸ مارچ اور پھر ۲۱ اپریل کو اپنے دستخطوں سے مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا تھا جس کا حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہٗ اور ان کے رفقاء نے اخبارات میں اعلان کر کے نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ مولانا موصوف کے معتمد ترین رفیق مولانا سید امیر حسین گیلانی نے اخبارات میں اعلان کر دیا کہ ۲۱ اپریل کو مولانا عبیداللہ انورؒ کے طلب کردہ اجلاس میں شریک ہونے والے ارکان شوریٰ خود کو جمعیۃ سے خارج سمجھیں ۔ حضرت امیرؒ کی وفات کے بعد مولانا شریف وٹو، مولانا محمد اجمل خان، مولانا غلام ربانی اور راقم الحروف نے ایک مشترکہ تحریری چٹھی میں مولانا حامد میاں سے اس کی وضاحت کا مطالبہ کیا، مگر انہوں نے آج تک اس چٹھی کا جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی ۔

ثانیاً اس لئے کہ مولانا سید حامد میاں کے ایک اور معتمد رفیق نوجوان مسٹر عبدالرحیم زاہد نے مولانا موصوف کی طرف سے اخبارات میں بار بار اعلان کیا کہ مولانا عبدالحق مدظلہٗ، مولانا صدر الشہید مدظلہٗ اور راقم الحروف کو جمعیۃ سے خارج کر دیا گیا ہے ۔ جس کی تصدیق خود مولانا سید حامد میاں نے اس بیان سے کر دی کہ یہ اخراج ہم نے نہیں بلکہ مقامی جمعیتوں نے کیا ہے ۔ اور آنجناب نے بھی اخبارات میں اعلان کیا کہ ان تین ارکان کو ۱۶ جولائی کے دعوت نامے نہیں بھجوائے جا رہے ۔ اس پر جب ملک بھر میں شدید ردِ عمل ہوا تو آخر وقت میں یہ دعوت نامہ محض دفع الوقتی کے لئے بادلِ نخواستہ بھجوایا گیا ہے ۔

ثالثاً اس لئے کہ آپ حضرات کے غیر دستوری طرز عمل سے اختلاف رکھنے والے ارکان شوریٰ نے ۱۶ جولائی کے اجلاس کو مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس تسلیم نہ کرتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کیا ہے اور اب اس دعوت نامہ کے بعد اتنا وقت نہیں ہے کہ ہمخیال ارکان اس سلسلہ میں صلاح مشورہ کر سکیں ۔

اس لئے میں بصد شکریہ آپ کے دعوت نامے کو مسترد کرتے ہوئے اسے واپس بھجوا رہا ہوں اور یہ بات پھر آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ۱۶ جولائی کا یہ اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا کاروائیوں کے بعد اس کی کوئی مشترکہ یا دستوری حیثیت باقی نہیں ہے اس لئے اس کے کسی یک طرفہ فیصلہ کو مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف اور پالیسی سے اتفاق رکھنے والے ارکان شوریٰ اور کارکنانِ جمعیۃ کسی صورت میں قبول نہیں کریں گے ۔"

والسلام

خاکپائے اکابر

دستخط (مولانا زاہد الراشدی)

حضرت مولانا زاہد الراشدی کے مذکورہ بالا خط کے بعد اصل حقائق سامنے آتے ہیں اور ایک عام آدمی بھی اس حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے ۔

۱ ۔ کہ جمعیۃ کے مرحوم امیر کے طلب کردہ اجلاس کا بائیکاٹ کرنا ۔ اور جان بوجھ کر جماعتی ذمہ دار ساتھیوں کو جمعیۃ سے خارج کر دینا ۔ حالانکہ ان حضرات نے الیکشن میں حصہ لینے کے لئے مرحوم امیر جمعیۃ سے باقاعدہ تحریری اجازت لی تھی جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے ۔

۲ ۔ مولانا سید حامد میاں کا یہ بیان کتنا مضحکہ خیز لگتا ہے کہ ان حضرات کو ہم نے نہیں بلکہ مقامی جمعیتوں نے خارج کیا ہے ان سے کوئی پوچھے کہ بندۂ خدا جب سے دونوں گروپوں کا اتحاد اور اتفاق ہوا اور جس کے امیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ قرار پائے ۔ اس کے بعد تو ابھی تک مقامی جمعیتوں کا انتخاب بھی نہیں ہوا ۔ یہ فیصلہ کہاں سے آ گیا ۔ اور پھر جن حضرات کو خارج کیا گیا ہے وہاں کی مقامی جماعتوں کی طرف مولانا موصوف ذرا ایک نظر تو ڈالیں ۔ کہ اکوڑہ خٹک، گوجرانوالہ، بنوں، یا کراچی میں جمعیۃ کے ساتھیوں کی رائے کیا ہے ؟

۳ ۔ انتہائی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ فیصلہ کرتے وقت ان حضرات نے اپنی ایک آنکھ بند رکھی ہے ۔ اور انہیں وہ لوگ نظر نہیں آئے جو ان کے گروپ سے تعلق رکھتے ہوئے بھی الیکشن کے میدان میں آئے ۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کی ضمانت ضبط ہوگئی اور کسی کو تائید کنندہ تک نہ ملا ۔ سرگودھا سے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا قاری عبدالسمیع سینیٹ کی ممبری کے امیدوار تھے اور فیصل آباد سے ڈاکٹر عبدالقادر حامد نے الیکشن میں حصہ لے کر اپنی ضمانت ضبط کرائی ۔ لیکن ان کی طرف نظر نہیں گئی اور جن حضرات نے امیر مرحوم کے فیصلہ کی پابندی کرتے ہوئے ہزاروں بلکہ ریکارڈ ووٹوں سے کامیابی حاصل کی وہ ان کی نظر میں مجرم ٹھہرے ؟

۴ ۔ جماعتی حضرات جانتے ہیں کہ انہی ناعاقبت اندیش حضرات نے کچھ عرصہ قبل حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ کو بھی جمعیۃ سے خارج کرنے کا اعلان کیا تھا ان طفلانہ حرکتوں پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؏

کہ براین عقل و دانش بباید گریست"

ان ناعاقبت اندیش حضرات کی اس حرکت کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی ۔ اور علماء حق کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے کی سازش انشاء اللہ العزیز کبھی کامیاب نہیں ہو گی ۔ یہ ولی اللہی قافلہ اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کے لئے جد و جہد جاری رکھے گا ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ شاہ ولی اللہ کے مقدس مشن کے وارث اپنی صفوں میں مکمل یک جہتی اور اتحاد کے ساتھ مصروفِ کار ہو جائیں ۔ انشاء اللہ کامیابی ان کے قدم چومے گی ۔ کیونکہ اللہ تعالٰے کے ہاں فیصلے تعداد کی قلّت یا کثرت پر نہیں ہوتے ۔ اس کے لئے خلوصِ دل

اور سعیٔ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

جماعتی احباب اپنے اپنے علاقوں میں ضلعی کونشنیز کو (جن کی تفصیلات ساتھیوں تک پہنچ چکی ہیں) کامیاب بنائیں اور نومبر میں لاہور میں ہونے والے مرکزی کنونشن کی کامیابی کے لئے کوشش کریں۔ ہمیں امید ہے کہ اگر جماعتی ساتھیوں نے سابقہ روایات کی طرح عمل کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی اسلام دشمن اور ملک دشمن طاقت اُن کا راستہ روک سکے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کی مدد فرمائے اور اس ملک میں اسلام کے مکمل نفاذ کی جد و جہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین!

امام الھدیٰ
حضرت مولانا
عبیداللہ انور
نے فرمایا:۔

اللہ سے محبّت ہے تو اللہ کے نبیؐ کی سنّت پر عمل کرو

"محبت" ہر محب کو محبوب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے اور یہ محبوب کی فرمانبرداری ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو محبوب کی مرضی کا لحاظ نہ رکھے اپنی من مانی کرتا رہے وہ گوہر مقصود سے کبھی بہرہ ور نہیں ہوا کرتا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی الوہیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے دین کی تابعداری لازمی ہے۔ اگر وہ احکام الٰہی اور سنّتِ رسولؐ کی مخالفت کرے گا تو دعویٰ ایمان کے باوجود عذاب سے نہ بچ سکے گا۔ غیراللہ کی محبت (جس کی وجہ سے اتباع رسولؐ میں کمی اور نقص پیدا ہوتا ہے) اس کا ہر نقش دل سے مٹا دینا ضروری ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

جز یادِ دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سِرِّ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدیؔ بشوی لوحِ دل از نقشِ غیرِ حق
علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

یادِ الٰہی کے بغیر تیرا ہر عمل عمر ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ عشقِ الٰہی کے بغیر کوئی بھی اسرار جاننا باطل ہے۔ سعدی! اپنے دل کی تختی سے غیرِ حق کا ہر نقش مٹا دے کیونکہ ہر وہ علم جو غیرِ حق کی طرف رہنمائی کرے جہالت ہے۔

قرآن مجید نے اسی حقیقت کا واشگاف اعلان فرمایا ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ: تمہیں اللہ سے اگر محبّت ہے تو پھر میری (یعنی اللہ کے نبیؐ کی) اتباع کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اللہ کو راضی کرنے اور

(باقی ۲۶ پر)

مجلسِ ذکر
مرکزِ رشد و ہدایت شیرانوالہ لاہور
منعقدہ ۴ جولائی ۱۹۸۵ء

اتباعِ سنّت

ارشاداتِ عالیہ: جانشینِ امام الھدیٰ حضرت مولانا مُحمّد اَجمَل قادری دامت برکاتہم
مرتبہ: خادمِ سلسلہ راشدیہ قادریہ مُحمّد عُثمان غنی بی۔اے واہ کینٹ (حال وارد لاہور)

آج مورخہ ۴ جولائی ۱۹۸۵ء جمعرات حضرتِ اقدس مولانا عُبَیدُ اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد پہلی مرتبہ مرکزِ رشد و ہدایت جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ، لاہور میں پہلی بار احقر کو حاضری کی توفیق ہوئی۔ مسجد میں بھرپور حاضری سے دل باغ باغ ہو گیا۔ میرے حضرت کے خلفِ اکبر حضرت مولانا مُحمّد اَجمَل قادری صاحب دامت برکاتہم جب ذکر کے لیے اُسی راستے سے چھوٹی مسجد سے گذر کر بڑی مسجد کے اندر داخل ہوئے تو دل بیحد خوش ہُوا کہ یہ ہمارے حضرتؒ کا باغ ہرا بھرا ہے۔ اللہ اسے تاابد شاداب و آباد رکھے اور تشنگانِ فیض کو بھرپور طریقہ پر جرعہ نوشی کی توفیق دے۔ حضرت مدظلہٗ نے وہی سلیٹی رنگ کی قراقلی ٹوپی پہن رکھی تھی اور سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ماشاء اللہ چہرہ روشن تھا اور مجھے تو یوں محسوس ہُوا کہ ان کے روپ میں ہمارے حضرت ثانیؒ تشریف لے آئے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کے اندر وہی صفات ہیں جو ہمارے حضرتؒ کے اندر تھیں۔ شفقت علی الخلق اور نرم گوئی آپکا شیوہ ہے۔ اللہ کا خصوصی کرم ہے کہ سب بزرگوں اور احباب کا رجوع شیرانوالہ کی طرف بدستور ہے۔ میں نے بڑے بڑے عمر رسیدہ بزرگوں کو اُسی طرح شاملِ ذکر دیکھا جیسے وہ حضرتؒ کی حیاتِ طیبہ میں تشریف لاتے تھے۔ اسی طرح خواتین کی طرف کا حال تھا۔ مجھے خصوصی شفقتوں سے نوازتے ہوئے حضرتِ عالی مقام نے میرے حضرتؒ کی چادر اپنے اوپر سے اُتار کر عطا فرمائی جو میرے لئے بہت ہی بڑی برکات کا خزانہ ہے۔ آپ نے مجلسِ ذکر کے بعد جو ارشادات فرمائے وہ پیشِ خدمت ہیں۔

احقر محمد عثمان غنی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

ترجمہ: تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں اچھا نمونہ ہے۔

مجلسِ ذکر کی ابتدا

بزرگانِ محترم و معزز احبابِ کرام!

یہ اللہ تعالےٰ کا خصوصی عطیّہ ہے کہ ہماری جماعت کو گذشتہ تقریبًا ستّر برس سے حلقۂ ذکر میں شمولیت کی توفیق ملی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے مجلسِ ذکر چھوٹی مسجد میں ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء میں منعقد ہوئی تھی جب کہ اس مسجد پر چھت بھی نہ پڑی تھی اور صرف تین آدمی اُس مجلسِ ذکر میں شریک تھے۔ مجلسِ ذکر زیرِ تعمیر مسجد کی نامکمل دیواریں پر منعقد ہوئی تھی۔ آج الحمدللہ حضرت لاہوری اور ہمارے اقدس رحمہا اللہ تعالےٰ کی محنتوں کے نتیجے میں یہ مجلسِ ذکر ایک تناور درخت کی مانند ہو چکی ہے اور اس کے سایہ رحمت میں لاکھوں نفوسِ قدسیہ جمع ہو ہو کر گوہرِ مقصود حاصل کرتے رہے ہیں۔ آج بھی الحمدللہ یہ مجلسِ ذکر اسی طرح آباد ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اسے اسی طرح ترقی عطا فرمائے اور ہم سب قیامت میں اپنے بزرگوں کے ساتھ اٹھیں۔

عشاء کی غیر موکدہ سنتیں

نمازِ عشاء کی پہلی چارِ سنتوں کے بارے میں تصریحًا آیا ہے کہ یہ غیر موکدہ ہیں یعنی حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی پڑھی ہیں اور کبھی نہیں پڑھیں۔ ہماری جماعت کو چونکہ اتّباعِ سنّت کی تعلیم سختی سے دی گئی ہے، اس لیے میری گذارش احبابِ جماعت سے یہ ہے کہ آپ بے شک پورا ہفتہ یہ سنتیں پڑھ لیا کریں لیکن جمعرات کو چونکہ ہمارا حلقۂ ذکر ہوتا ہے اس لیے احباب کا اجتماع ہوتا ہے اگر اس روز چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ سنّت پر بھی عمل ہو جائے گا اور ایک دوسرے کو سہولت بھی ہو گی۔

خطبۂ جمعہ کے وقت سنتیں

میں نے گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا تھا کہ جب خطیب صاحب منبر پر کھڑے ہوں اور خطبہ دے رہے ہوں تو بعض احباب عین وسطِ مسجد میں سنّتوں کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ اوّل تو سنّتوں کے لیے حکم ہے کہ گھر سے پڑھ کر آئیں۔ مگر دیر سے آنا اور پھر سارے لوگوں کو پھاند پھاند کر آگے آکر عین وسطِ صحن یا مسجد کے ہال میں خطیب صاحب کے سامنے سنتوں کی نیت باندھنا معیوب ہے۔ اگر ضرور ہی پڑھنا مقصود ہے تو پھر کسی کونے میں پڑھ لیں۔

عشاء کے آخری نوافل

حضرتِ اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت شیخ التبلیغ و شیخ الحدیث مولانا محمّد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کی ایک تصنیف برائے تبصرہ آئی۔ تو آپؒ نے ایڈیٹر، خدّام الدّین کو ارسال کرنے سے پہلے اُس کا بغور مطالعہ فرمایا۔ میں نے پوچھا حضرتؒ! اس میں اس قدر انہماک کیوں؟

فرمایا اس میں ایک مسئلہ پر بحث ہے کہ عشاء کے آخری دو نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے یا بیٹھ کر۔ اس لیے میں اس کو بغور پڑھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا معمولِ مُبارک زیادہ تر یہ نوافل بیٹھ کر ہی پڑھنے کا تھا۔ ہم اتباعِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکلّف ہیں، اس لیے ہمیں ثواب سے زیادہ اتباعِ نبیؐ کی طرف دھیان رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اتّباعِ سنّت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

> **حدیثِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم**
> وعدہ ایک قسم کا قرض ہے

لباس اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

> خدا کی نعمتوں کا ترک کرنا دین نہیں ہے!
> عُریانی اور بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی ہے!

آنکھوں میں حیا اور دل میں تقویٰ نہ ہو۔ تو

ظاہری لباس

انسان کے باطنی عیوب نہیں چھپا سکتا۔



جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمّد اجمل قادری مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:—

يَا بَنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذَالِكَ خَيْرٌ ط ذَالِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۝

اے آدمؑ کی اولاد! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور (تمہارے لئے) زیبائش اور آرائش بھی ہے۔ مگر پرہیزگاری کا لباس (اس سے بھی) زیادہ بہتر (اور ضروری) ہے یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حضرات گرامی! ہم اپنے رب کے عاجز اور گنہگار بندے ہیں۔ اس کی رحمت کے طفیل زندہ ہیں اور اسی کی عطا کی ہوئی نعمتیں کھا پی کر اور دن رات استعمال کرکے زندگی گذار رہے ہیں۔ یوں تو کائناتِ عالم کی ہر چیز پر اس کی لامحدود نعمتیں ساتھ ساتھ رہتی ہیں مگر کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو تمام مخلوق اور سب جہانوں میں رب العالمین نے صرف اشرف المخلوقات نسل آدم کو عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم ترین نعمت ہے لباس۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے خود نعمت لباس کا ذکر فرما کر اس کی اہمیت ضرورت اور افادیت واضح فرما دی ہے کہ لباس کوئی معمولی اور غیر ضروری چیز نہیں ہے۔

حضراتِ محترم! یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سب پر اس کا شکر ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس

خالقِ کائنات کی عطا کردہ نعمت کو وصول کر کے استعمال کرنا ۔ یہ اس کی رضا جوئی کا ذریعہ اور طریقہ ہے وَ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اور اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا) یہ اس خدائے ارحم الراحمین کا ارشاد ہے ۔ جس نے ہمیں بغیر مانگے سب کچھ دیا ۔ اسی لئے جب اسی سے مانگنا شروع کر دیں گے تو پھر وہ اور دے گا اور بہت دے گا ہمارے وہم و گمان سے بھی بڑھ کر دے گا مگر ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گذار بندے بن جائیں ۔ جتنی نعمتیں ہیں یہ اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور لباس اس کی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس نے انسان کی برہنگی کو چھپا کر دوسری جاندار مخلوقات سے ممتاز کر دیا ۔ اب اگر کوئی شخص لباس نہ پہنے تو وہ پاگل اور دیوانہ ہوگا اور عقل و ہوش قائم رکھتے ہوئے کپڑے اتار کر سرِ بازار نکل آئے تو بے غیرت اور بے حیا کہا جائے گا ۔ دونوں صورتوں میں کوئی بھی برہنہ جسم شخص عقلمندوں اور باحیا انسانوں کی سوسائٹی سے خارج ہو جائے گا مگر آج کے مسلمانوں کی دین سے دوری اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ ایسے پاگلوں اور بھنگ چرس کے عادی اوباش ملنگوں کو وہ ولی اور پہنچا ہوا سمجھ کر اس سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں ۔ وہ مر جائے تو اس کی قبر پر عمارت بنا کر جھنڈے اور چراغ سجا کر نذر و نیاز کے نام پر بعض لوگ آمدن کا اچھا خاصا کاروبار بنا لیتے ہیں اور ساری بے دینی کو دین کا نام دیا جاتا ہے ۔ حالانکہ لباس نعمتِ خداوندی اور ستر چھپانا دینی فریضہ ہے ۔ یہ ابلیسی مشن ہے کہ انسان کو لباس کی نعمت سے محروم کر دیا جائے وہ روزِ ازل سے انسان کا دشمن ہے اور انسان کے شرف و مجد سے اسے ازل سے عناد ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے نسلِ آدم کو انتباہ فرمایا کہ خبردار رہو کہیں شیطان تمہیں بھی بہکا کر آزمائش میں نہ ڈال دے ۔ اسی نے تمہارے ماں باپ کو ایسے ہی جنّت سے نکال دیا تھا ، کہ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا ۔ ان کا لباس ان سے اتروا دیا تاکہ ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہو جائے ۔ اس لئے لباس پہننا ، ستر کو چھپانا ، پردہ کرنا انسانیت اور لباس ترک کرنا ستر کو نہ چھپانا اور پردہ کو برا سمجھنا شیطنت ہے ۔ اب آپ خود سوچیں کہ شیطان کی راہ پر چلنے والا ، ننگا ہو کر بازاروں میں گھومنے والا بزرگ ہے یا پاگل اور شیطان کا پیروکار؟ کیا حضور رحمت دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لباس نعمت خداوندی کو ترک کرنے کی اجازت دی تھی

> ظاھری لباس مِلیں اور فیکٹریاں تیار کرتی ھیں، تقوے اور پرھیزگاری کا لباس اھل اللہ کی صحبت سے تیار ھوتا ھے۔

کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی ؒ، حضرت علی ہجویری ؒ، حضرت سید عبدالقادر گیلانی ؒ اور امام شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم جیسے اکابر بزرگانِ دین نے بھی اپنے کسی مرید کو لباس نہ پہننے کی ہدایت کی تھی ؟

حضرات محترم ! ہمارے ان کپڑوں اور لباس کی ضرورت و اہمیت واضح ہے ۔ اس کے بغیر انسان حیوان اور درندہ بن جاتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۔ لیکن تقویٰ اور پرہیزگاری کا لباس اس ظاہری لباس اور پردے سے بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے ۔

یقین کیجئے ۔ اگر کسی نے تین ہزار روپے کا قیمتی سوٹ پہنا ہوا ہو لیکن آنکھوں میں شرم و حیا کا نور نہ ہو تو اس فیشن ایبل انسانوں کو برہنہ اور عریاں ہی سمجھنا چاہئے ۔ ظاہری لباس ضروری ہے مگر جب دل کی کھیتی میں بے غیرتی اور شیطنت کے سانپ اور بچھو بس رہے ہوں تو محض کپڑے پہن لینے سے انسان مہذب نہیں بن سکتا ۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :۔

”تقویٰ کا لباس انسانی فطرت کو محفوظ رکھنے کے لئے بہترین لباس ہے ۔ جس طرح انسان ننگا نہیں رہ سکتا اسی طرح اپنے اخلاق کی حفاظت اور زینت کے لئے تقوے کے لباس کی ضرورت ہے“

بزرگانِ گرامی ! آج ظاہری لباس کی صنعت ، وضع اور خوبصورتی پر انسان کی پوری توجہ اور محنت صرف ہو رہی ہے ۔ روئی ، اون ، نائیلون اور ریشمی دھاگے سے کپڑا بنانے والی ملیں اور جدید سے جدید تر مشینیں قریباً دنیا کے نصف سے زیادہ ممالک میں موجود ہیں ۔ اور پھر اس کپڑے کو کاٹ کر نیا لباس تیار کرنے والے درزی تلاش کئے جاتے ہیں ۔ مگر وہ لباس جو اس ظاہری لباس سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی ہے اس کے لئے بھی کوئی مِل اور تلاش کی گئی ؟ کبھی ہم نے سوچا کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی قمیص اور شلوار ، پگڑی اور ٹوپی کون بناتا ہے ؟ قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ۔ ”علماء حق رنگ فروش ہیں اور اولیاء کرام رنگ ساز ہیں “ تو جناب والا ! یہ علماء ربانیین اور عارفانِ حق ہی ہیں جنہوں نے تقویٰ اور پرہیزگاری ، زہد و خلوص اور ورع و پاکیزگی قلوب کی فیکٹریاں اور ملیں لگا رکھی ہیں ۔ شریعت و طریقت کے درزی وہ کپڑے بناتے ہیں جن کے بغیر انسان درحقیقت برہنہ اور عریاں ہی رہتا ہے ۔ دنیا کہتی ہے ۔ لوگوں کا رکھ رکھاؤ اور ظاہری وقار لباس سے قائم ہے ۔ ظاہری بناؤ اور تکلفات کی موزونیت کو لوگوں نے حسن سمجھ رکھا ہے حالانکہ کالے رنگ ، موٹے ہونٹوں اور گھنگھریالے بالوں والے مسافر اور غلام حبشی بلال رضؓ کے پاؤں کی دھول پر دنیا بھر کے دولت مند اور آزاد حسین لوگ قربان کر دیے جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہ ہو گی کیونکہ اللہ کی توحید پر ایمان اور حبیب کبریا سے عشق و محبت کی قندیلیں بلال رضؓ کی روح میں جگمگا رہی ہیں ۔ آفتاب و ماہتاب انہیں جھک کر سلام کرتے ہیں اور شاعر خدام الدین جناب آزاد شیرازی کے بقول ؎

سنگ مرمر کے تراشے ہو ، کہ تہذیب کے بت
لوگ نہ جانے کیوں ان کو حسیں کہتے ہیں
حسن ، روح کی پاکیزہ شعاعوں کا ہے نام
حسن ، اعضاء کے تناسب کو نہیں کہتے ہیں

یادِ رفتگان

آہ! حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

تحریر — مولانا محمد یوسف قریشی

فقیر و درویش منش انسان ہوں۔ ریڈیو، ٹی وی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ معلومات کا ذریعہ صرف اخبار ہے۔ اخبار سے کوئی خبر چھپتی ہے تو پتہ لگتا ہے۔ جبکہ لوگوں کو بعض باتیں پہلے سے ہی ریڈیو ٹی وی سے معلوم ہو جاتی ہیں۔

دوئم مدرسہ اور مسجد سے باہر بہت کم نکلنے کی عادت ہے اس لئے مسجد کے حجرے یا مدرسے کے دفتر میں کسی سے بات معلوم ہو گئی تو فبہا ورنہ دوسرے روز ہی خبر ملتی ہے۔

جانشین حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خبر بھی ایک دوست صحافی سے ٹیلیفون کے ذریعہ ملی۔ عین اس وقت جبکہ حضرت عبیداللہ انورؒ کا جنازہ پڑھایا جا رہا تھا

حضرت کی موت کی خبر سے ایسا دکھ ہوا۔ جس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

ہشام بن عقبۃ العدری کو جب اوفیٰ کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے ان الفاظ میں تعزیت کی۔ یہی جذبات اس خبر پر میرے بھی تھے ؎

لغی الرکب اوفیٰ حین اٰبت رکابھم
لعمری لقد جاءُوا بشین فارجعوا
نعوا باسق الافعال لا یخلفونہ
تکاد الجبال الصمُ منہ تصدع
خوی المسجد المعمور بعد ابن دلھم
وامسیٰ باوفیٰ قومہٗ قد تضعضعوا

اہلِ قافلہ نے جب ان کے قافلے واپس آئے اوفیٰ کی موت کی خبر دی۔ میری بقا کی قسم وہ بہت بری خبر لائے اور مجھے دردناک کیا۔

انہوں نے ایسے بلند افعال شخص کی موت کی خبر دی۔ جس کے وہ قائمقام نہیں ہو سکتے۔ اس روح فرسا اور وحشتناک خبر سے سخت اور ٹھوس پہاڑ پھٹنے کے قریب ہو گئے۔

ابن دلہم کے بعد آباد مسجد گر گئی اور اوفیٰ کی موت سے اس کی قوم میں زلزلہ آ گیا

مولانا عبیداللہ انور صاحبؒ نے اپنی ساری زندگی خدمت دین میں صرف کی۔ اور وہ صحیح معنیٰ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔

موت العالِم موت العالَم

ان کی موت سے اس قحط الرجال میں ہم ایک ایسی عظیم شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں جو کہ علماء کو مجتمع کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتے تھے۔ اور کرتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب اس ناکارہ اور اس کے برادران سے انتہائی شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ بعض اسفار خاص کر سفر دیوبند میں رفیق سفر رہے جب بھی ملتے انتہائی شفقت و محبت کا اظہار فرماتے۔ ←

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حمام میں گئے تو ایک بدبخت نے سب لوگوں کے سامنے اپنے کپڑے اتار دیئے حضرت امام صاحبؒ نے شرم و حیا کے باعث فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں تو وہ بے حیا شخص چلّایا۔ کہنے لگا "امام کی آنکھوں کی بینائی کب سے جاتی رہی؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب سے تمہاری آنکھوں سے حیا جاتی رہی۔

تو اصل لباس شرم و حیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کا لباس ہے اور شیطان اور اس کے گماشتے ہر وقت انسان کو اس لباس سے محروم کرنے کے لئے گھات میں رہتے ہیں اور انسان کو پتہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ شیطان اور اس کا قبیلہ تو انسان کو دیکھتا ہے مگر انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا اس لئے اگر آپ شیطان کے شر اور حملے سے بچنا چاہتے ہیں تو رحمٰن کے بتلائے راستے اور اس کے نبیؐ کے لائے ہوئے دین کا دامن مضبوطی سے تھام لیجئے۔ علماء حق اور عارفانِ حق اسی دین حق کے پیروکار اور علمبردار ہیں۔ جب شیطان اور اس کا گروہ بے حیائی بدکاری، ظلمت اور گمراہی کا مبلغ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے دین کی سمجھ عطا فرمائے اور برے لوگوں کے شر سے بچائے۔ آمین!

بقیہ: مولانا عبیداللہ انورؒ

زیادہ دباؤ ڈالا۔ جب ان کی صحت بری طرح بگڑ گئی تو مولانا مرحوم کو علاج معالجہ کے لئے میوہسپتال داخل کرایا گیا۔ ایک دو بار ان کی طبیعت سنبھل بھی گئی۔ مگر گزشتہ رات ان پر دل کا دورہ بھی پڑا اور آج ساڑھے آٹھ بجے وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہیں حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے پہلو میں قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا مرحوم نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ دو صاحبزادے مولانا محمد اجمل اور ڈاکٹر محمد اکمل قادری اور ایک صاحبزادی سمیت ہزاروں شاگرد اور علمائے کرام سوگوار چھوڑے ہیں۔

مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات سے نہ صرف صاحبزادہ اجمل و اکمل قادری اپنے والد محترم سے محروم ہو گئے ہیں بلکہ پوری جماعت دیوبند اپنے ایک عظیم محسن سے محروم ہو گئی۔

مشہور عرب شاعر عبدۃ بن الطیب نے قیس بن عاصم کا مرثیہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے:-

علیک سلام اللہ قیس بن عاصم
ورحمۃ ما شاء ان یترحما
تحیۃ من غاورتہ غرض الدری
اذا زار عن شحط بلادک سلما
فما کان قیس ھلکہ ھلک واحد
ولکنہٗ بنیان قومٍ تھدّما

(اے قیس بن عاصم! تجھ پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمت ہو جب تک وہ رحمت کرنا چاہے یعنی ہمیشہ کے لئے یہ اس شخص کا سلام ہے جس کو تو ہلاکت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ جب وہ اور تیرے شہر کی زیارت کے لئے آتا ہے تو سلام کہتا ہے۔ قیس کی ہلاکت ایک آدمی کی ہلاکت نہیں لیکن یہ قوم کی بنیاد تھا جو اس کے مرنے سے مر گئی)

اسی طرح مولانا عبیداللہ انور کی موت ایک شخص کی موت نہیں بلکہ اس سے قوم کی دیوار ہی گر گئی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ادارہ "صدائے اسلام" اس غم میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہے

حق تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ بہت نیک آدمی تھے۔ (ماہنامہ صدائے اسلام [illegible])

حضرتؒ کی مختصر سوانح

مولانا مرحوم برصغیر کے ممتاز دینی خانوادہ کے چشم و چراغ اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے دینی جانشین تھے جو اپنے والدگرامی کی وفات کے بعد ۲۳ سال تک قرآن و حدیث کی روشنی پھیلانے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا عبیداللہ انور کی عمر ۵۹ سال تھی ۱۹۲۶ء میں ان کی ولادت لاہور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے ہی حاصل کی بعد میں آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیجا گیا۔ جہاں آپ مولانا حسین احمد مدنی کی اقامت گاہ میں بھی قیام پذیر رہے۔ مولانا اسعد مدنی بھی ان کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے تھے۔ پاکستان بننے سے ایک سال قبل آپ واپس لاہور آ گئے اور مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں درس و تدریس دیتے رہے۔ پاکستان بننے سے قبل انہوں نے اپنے رشتے کے دادا جان حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے ساتھ بھی چند سال گذارے۔ مولانا عبیداللہ انورؒ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ آپ سیاسی طور پر شروع ہی سے جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ جب ۱۹۶۵ء میں صدارتی انتخابات کا مرحلہ آیا تو جماعت نے انہیں ایوب خان کے خلاف صدارتی امیدوار نامزد کر دیا۔ مگر وہ بوجوہ کاغذات داخل نہ کرا سکے۔ انہوں نے تحریک بحالی جمہوریت کے لئے زبردست جد و جہد کی ۱۹۶۸ء میں شیرانوالہ گیٹ کے باہر ایک جلوس کی قیادت کی ایک پولیس افسر نے ان پر تشدد کیا جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی۔ پولیس تشدد کے اس واقعہ کے بارے میں ملک کے دینی اور سیاسی حلقوں میں زبردست ردِعمل کا اظہار کیا گیا۔ پولیس افسر کے خلاف عدالتی چارہ جوئی ہوئی۔ مگر مولانا مرحوم نے اس پولیس افسر کو معاف کر دیا۔ بھٹو دورِ حکومت میں مولانا مرحوم ان علمائے کرام میں پیش پیش تھے جنہوں نے اسلام کی سرفرازی کے لئے بڑی جد و جہد کی۔ دو بار انہیں نظربند کیا گیا۔ تحریک نظامِ مصطفیٰ کے دوران مولانا مرحوم کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ مولانا مرحوم نے ۱۹۷۰ء میں جمعیۃ علماء اسلام اور ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصّہ لیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

۱۹۷۴ء میں مولانا پاکستان امن کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے بلغاریہ گئے جہاں انہوں نے اسلام کے نظام امن پر ایک مقالہ پیش کیا۔ جس کا ترجمہ اب تک سترہ زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا مرحوم بیک وقت دو ہفت روزہ دینی رسائل "خدام الدین" اور "ترجمان اسلام" کے ایڈیٹر تھے۔ ان کے خطبات و مقالات کا مجموعہ "اسلامی تعلیمات" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ان دنوں وہ قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے کہ اہم دینی کام مکمل ہونے سے پہلے وہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

مولانا مرحوم ایک عرصہ سے صاحب فراش چلے آ رہے تھے ۱۹۶۸ء کی تحریک بحالئ جمہوریت کے دوران تشدد کے باعث ان کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی۔ ان کی صحت مکمل طور پر بحال نہ ہو سکی۔ جگر کی تکلیف انہیں گذشتہ اڑھائی سال سے تھی ایک ہفتہ قبل اس عارضہ نے

(باقی ۱۲ پر)

مولانا احمد علی سراج
کویت

(کتاب و سنت کی روشنی میں)

غیبت سے بچنے کا علاج اور توبہ کا اسلامی طریقہ

اس سے قبل غیبت اور چغلی کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غیبت اور چغلی کی اتنی مذمّت کی ہے کہ اسے زنا اور سُود سے زیادہ بڑا جُرم قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث جو پہلے تحریر نہ کر سکا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں خطاب کیا اور سُود اور اُس کی شدّت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "انسان کو جو درہم سُود کے ذریعے ملے وہ اللہ کے نزدیک اُس کے ۳۶ بار زنا کرنے سے زیادہ جُرم ہے اور سب سے بڑا سُود یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی کی عزّت برباد کی جائے" (یعنی غیبت یا چغلی سے)۔

(بہشتی زیور مصنفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک غیبت و چغلی اتنا سخت جرم عظیم ہے تو اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے اور آج تک جو اِس جُرم میں ملوّث رہے اس کی معافی کی کیا صورت ہے۔ میں اس مختصر سے مضمون میں اس گناہِ عظیم سے بچنے کا شرعی علاج اور پہلے کیے گئے گناہ سے معافی کا شرعی طریقہ تحریر کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:
زبان تمہارے لئے سب سے زیادہ خطرناک ہے

زبان کی حفاظت

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ غیبت اور چغلی میں انسان کی زبان اور کان کا استعمال ہوتا ہے۔ زبان کے متعلق حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے واضح ارشادات احادیث میں موجود ہیں جس میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زبان کی حفاظت کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ زبان کی حفاظت اور نگہداشت سے ہی انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت صفیان بن عبداللہ رضؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دربارِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ میرے لیے سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ کس چیز کو قرار دیتے ہیں؟ تو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ "اسے" یعنی "زبان" حفظ زبان سے اعمال صالحہ کی حفاظت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص زبان کی حفاظت نگہداشت

نہیں کرتا بلکہ ہر وقت گفتگو میں مصروف رہتا ہے تو ضرور اُس کی زبان بے لگام سے جھوٹ، غیبت اور چغلی صادر ہوتی ہے بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "زیادہ گو زیادہ غلطیاں کرتا ہے"۔ یاد رکھیں کہ زبان کی اس قسم کی غلطیوں سے انسان کی مقبول عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ زبان کو بالکل کوئی حیثیت نہیں دیتے بلکہ زبان کی غلطی کو ان الفاظ سے کہ "یہ تو زبانی گپ شپ ہے" یا "زبانی جمع خرچ ہے" کہہ کر اہمیت ختم کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر زبان کی اہمیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زبان کے اظہار سے انسان کا دین معلوم ہوتا ہے کہ جس نے زبان سے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یعنی ایمان لے آیا تو اس اقرار ایمانی پر اس کے مسلمان ہونے کی گواہی دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح زبان کی حیثیت اس بات سے بھی معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق زبان کے استعمال سے دے دے تو بیوی حرام ہو جاتی ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اُس شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زبان سے یہ الفاظ تین بار دہرا دیے ہوں۔ تاہم جب غصہ کے بعد ہوش آتی ہے تو پھر وہ شخص کتنی بھی تاویلات بنائے پھرے اپنے اُن زبان سے نکلے الفاظ کے بعد دوبارہ جائز قرار نہیں دے سکتا حالانکہ اُس نے دل سے طلاق نہیں دی ہوتی لیکن زبان کے ادا کرنے سے طلاق واقع ہوئی۔ اس لیے زبان کے استعمال کی خوب نگہداشت کی جانی چاہیئے۔ زبان کی اچھی و بری باتوں کا انسان کے دوسرے اعضاء پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اچھی

> **گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں**
> الحدیث

باتیں مزید توفیقِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں اور بُری باتیں ذلت و خواری کا باعث بنتی ہیں۔

زبان جب اللہ کا ذکر کرتی ہے تو دل میں اللہ کا نور داخل ہوتا ہے۔ انسان کے دوسرے اعضاء زبان کے ذکر اللہ کرنے سے اطاعت کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک قول مشہور ہے کہ زبان کی نیم خاموشی بھی نیم عبادت ہے جب کہ اس کے برعکس جب انسان زبان سے غیبت اور چغلی کھاتا ہے تو اپنے مقبول اعمال ضائع کر دیتا ہے۔ امام حسن بصریؒ کو کسی شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کو ایک تھال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ سنا ہے کہ تُو نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے اس کا معاوضہ دینا بہتر جانا۔

(منہاج العابدین مؤلفہ امام غزالیؒ)

زبان کی نگہداشت سے انسان دنیا کی آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت صفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو بے لگام مت چھوڑو۔ بے جا باتیں مت کرو کیوں کہ بسا اوقات گفتگو آفت میں پڑنے کا باعث بن جاتی ہے۔ زبان کی حفاظت نہ کرنے پر آخرت میں انسان پر عذاب کیا جائے گا۔ اب سوچنا اس بات کو ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زبان کی حفاظت کریں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ذمہ داری دے دے جنت کی میں اسے ضمانت دیتا ہوں۔ (الحدیث) ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے زبان، آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دی اس کی جنت کی میں ضمانت دیتا ہوں"۔ "الحدیث"

غیبت سے توبہ کرنے کا طریقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اس نے گناہ کیا ہی نہیں"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف (پکی توبہ) توبۃ النصوح کرو"۔

کسی بھی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے چند ابتدائی شرائط ہیں۔ علماء کرام بارہا ان شرائط سے عوام الناس کو اپنے خطبوں، تحریروں سے آگاہ کرتے آ رہے ہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں:

۱۔ کہ اپنے گناہوں کو نہایت قبیح افعال تصوّر کرے۔

۲۔ اللہ کے عذاب کی شدت اور غضب کو دل میں حاضر کرے۔

۳۔ اپنی کمزوری اور گناہ کے بارے میں اپنی بے حیائی کو محسوس کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

۴۔ جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے، اسے ہمیشہ ترک کرنے کا ارادہ کرے۔

۵۔ گناہ سے توبہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کے عذاب سے ڈر کر ہو۔

۶۔ اگر کسی کا حق مارا ہو یا جس کی غیبت کی ہو، بہتان باندھا ہو اس شخص سے معافی مانگے۔

کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے، انسان تو بے حد کمزور ہے جو کہ سُورج کی تیز دھوپ اور چیونٹی کے ڈنگ کو برداشت نہیں کر سکتا وہ دوزخ کی شدید گرمی، جہنم کے فرشتوں کی مار اور انتہائی زہریلے سانپوں کے ڈنگ کیسے برداشت کرے گا۔ دوزخ میں بچھو دُنیا کے خچر کے برابر ہوں گے۔ وہاں کے سانپ اونٹ کی گردن سے زیادہ موٹے ہوں گے اور ان میں آگ ہو گی۔ اس لیے خدارا! آج وقت ہے۔ دنیا میں موت سے پہلے پہلے اللہ سے معافی مانگ لیں اور آخرت کی زندگی کے لیے اچھے اعمال کو اپنا زیور بنا لیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے والے بن جائیں اور اگر جھوٹ غیبت، چغلی اور بہتان جیسی لعنت میں گرفتار ہیں تو اللہ سے معافی مانگ لیں اور اپنے کیے ہُوئے جرم کو معاف کرانے کے لیے جس شخص کے بارے میں غیبت چغلی کھائی ہے اُس سے معافی مانگیں۔ یہ دنیا کی معمولی ذلت ہے اور اگر اُس شخص سے معافی نہ مانگی تو آخرت کی ذلت میں گرفتار ہونا پڑے گا اور یہ بات علماء نے کھل کر بیان فرمائی ہوئی ہے کہ غیبت، چغلی اور اس قسم کے گناہ کا تعلق لوگوں کے حقوق کے ساتھ وابستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہے کہ حقوق اللہ کے بارے میں تو معافی ممکن ہے، لیکن حقوق العباد کے بارے میں جب تک جس شخص کی غیبت یا چغلی کھائی ہے وہ معاف نہ کرے معافی نہیں ہو گی، بلکہ قیامت کے دن محاسبہ ہو گا، اس لیے حقوق العباد کے بارے میں اللہ سے ڈریں۔ اس لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے کو بغیر کسی کے معافی مانگے اپنی طرف سے عام معاف کرنے کا اللہ تعالیٰ کے حضور اظہار کریں اور جس کے بارے میں ہم نے غیبت کی ہو یا چغلی کھائی ہو اس سے معافی مانگیں اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا الرحیم ہے۔ انشاء اللہ ہماری اس عاجزی اور توبہ کرنے سے ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا جس سے ہماری دنیا بھی اور آخرت کی ابد العباد کی زندگی کامیاب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں پورے اخلاص کے ساتھ اپنا نیک بندہ بنائے۔ ہمارے شر سے لوگوں کی اور لوگوں کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

مُسلم وہی ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (الحدیث)

عبید اللہ انورؒ

(اس نظم کو فنّی اعتبار سے پڑھنے کے بجائے جلیل قصوری صاحب کے جذبات کی قدر کی جائے)

امام الھدیٰؒ، وارثِ انبیاءؑ — عبید اللہ انورؒ، عبید اللہ انورؒ
وہ حضرت لاہوریؒ کے لختِ جگر — وہ مدنیؒ کے پیارے وہ سندھیؒ کے چاند
محبّت کے پیکر، شفقت کے سمندر — ہوئے فیض سے جن کے لاکھوں منوّر
وہ توحید و رسالت کی تبلیغ کرتے — شکستہ دلوں کی بھی تعمیر کرتے
وہ حق و صداقت کے بیباک رہبر — ہماری بھی قسمت ہمارے مقدّر
ملے گا نہ ڈھونڈے سے ایسا قلندر — تھی جن کی سیاست بھی مذہب کے اندر
ہوا گو طبیعت میں دردِ وفا — کرتے رہے پھر بھی ذکرِ خدا
میاں اجملؔ ان ہی کے نورِ نظر ہیں — سکھائے جن کو مکتب کے سارے ہنر ہیں
اکملؔ بھی حضرتؒ کے لختِ جگر ہیں — وہ صورت میں سیرت میں چہرۂ انور ہیں

جلیلؔ قصوری! تھے کل جو درمیان ہمارے
جگر
بیٹھے ہیں وہ آج جنّت کے اندر

جلیل قصوری

انتظار حسین اسعد قادری — اصلاح معاشرہ

اولاد کی دینی تربیت

والدین کا دینی فریضہ

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"

یہ حکمِ خداوندی اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر ڈالے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہِ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی، یہ بے قصور رہے۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیّر احمد عثمانیؒ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اپنے اہل کو علم و ادب کی تعلیم دو۔

(تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابن عباسؓ ہدایت فرماتے ہیں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دو اور گناہوں کی پاداش سے ڈراؤ اور ان کو ذکرِ الٰہی اور دوسرے ذکر و اذکار بجا لانے کا حکم دو، تاکہ اوامر بجا لا کر وہ دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔

حضرت مجاہدؒ نصیحت فرماتے ہیں کہ انہیں اللہ سے ڈراؤ تاکہ اس کے اوامر پر چلیں اور نواہی سے دُور رہیں اور خود بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کریں۔

اور فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی ہدایت کرو اور نصیحت اور گناہوں سے منع کرو۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو اُن کو نماز پڑھنے کو کہو اور جب دس برس کے ہو جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔

حضرات فقہائے عظام فرماتے ہیں کہ اسی طرح روزہ رکھنے کی بھی ہدایت کرنی چاہیئے اور تنبیہ اسی عمر سے شروع کرنی چاہیئے تاکہ بالغ ہو کر پوری طرح عبادت، نماز اور روزے کے عادی ہو جائیں اور گناہوں سے دُور ہو جائیں اور منکرات شرعیہ کے مرتکب نہ ہوں۔

تربیت کا اثر

حضرت شریف میں وارد ہے کہ ہر بچہ فطرت (توحید و اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اُس کے ماں باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح تمہارے مویشیوں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں کیا ان میں تم کو کوئی کن کٹا ملتا ہے؟ تم خود ان کو کن کٹا کر لیتے ہو۔

(بخاری)

ہر بچہ صحیح فطرت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے پھر ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مٹی بھی خوشبو اور بدبو کا اثر اپنے اندر جذب کر لیتی ہے۔

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں غسلخانے میں میرے لیے گاچینی مہیا کی جس سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کیا تو مشک ہے یا عنبر، کیونکہ تیری دلآویز خوشبو نے مجھے مست کر ڈالا ہے ؎

بگفتا گلے ناچیز بودم
لیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
ورنہ من ہما خاکم کہ ہستم

یعنی گاچینی نے زبانِ حال سے مجھے جواب دیا کہ میں وہی حقیر مٹی ہوں لیکن کچھ عرصے تک میں پھولوں کے ساتھ رہی ہوں۔ پھولوں کی خوشبو نے مجھ میں اپنا اثر چھوڑا ہے ورنہ درحقیقت میں وہی ناچیز خاک ہوں۔

پہلا مدرسہ:

یاد رکھیے کہ بچے کی اصلاح کا پہلا مدرسہ والدین کی گود ہے۔ والدین کے اخلاق کا بچے پر اثر پڑتا ہے۔ اس وقت بچے کی فطرت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ ہر رنگ کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اس کی حالت سفید کپڑے کی مانند ہوتی ہے جس پر جو رنگ چڑھاؤ چڑھ جاتا ہے۔ اس وقت بچے کی صحیح اور اسلامی معاشرت کے مطابق پرورش کرنا والدین کا اوّلین فریضہ ہے جسے ہر عقل مند والدین کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

یہ بات ہمارے مشاہدے میں آچکی ہے کہ جب زمین سے نئی فصل اُگتی ہے تو کسان کھیت کے چوطرف کانٹوں کی باڑ لگا کر اپنی کھیتی کی حفاظت بڑی محنت سے کرتا ہے۔ اسی طرح نومولود بچہ بھی بڑی حفاظت کا محتاج ہے تاکہ پاکیزہ فطرت کی صحیح طور پر پرورش ہو سکے اور گندہ ماحول اسے خراب و

نیک اولاد
والدین کے لیے
صدقۂ جاریہ
ہے

تباہ کردے۔

پہلے زمانے کی مائیں بڑی نیک تھیں۔ وہ چکّی پیستی تھیں اور بچے کو گود میں لے کر "اللہ اللہ" کی لوری بھی دیتی تھیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ دین کا علم سیکھنے کے لیے بغداد کی طرف تشریف لے گئے تو نیک دل والدہ ماجدہ نے چالیس دینار آپ کے حوالے کیے اور یہ نصیحت فرمائی کہ بیٹا ہر حال میں سچ بولنا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ والوں نے اپنا مال چُھپانے کی کوشش کی مگر آپ نے سچ کہہ دیا کہ میرے پاس اتنے دینار ہیں۔ اس سچی بات کا ڈاکوؤں پر یہ اثر ہُوا کہ انہوں نے ڈاکہ زنی کے حرام پیشے سے توبہ کر لی اور نیک بن گئے۔

افسوس! لوگ اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگتے ہیں مگر ان کی صحیح اسلامی طریقہ پر تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے، دینی تعلیم کی طرف سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور اولاد کو دوزخ سے بچانے کی فکر نہیں کرتے۔ والدین کو چاہیئے سب سے پہلے اولاد کو قرآن شریف پڑھائیں، نماز سکھائیں اور پڑھائیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کو اس ضمن میں ہمیشہ ذہن نشین رکھ کر اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مسلمان عام طور پر فرضِ عین سے غافل ہیں۔ سورہ تحریم پارہ ۲۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

قوا انفسکم واھلیکم نارًا (اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ۔

یہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہے کہ مسلمان جہاں اپنی نجات کی فکر کرتا ہے وہاں اپنے بیوی بچوں کی بھی فکر کرے۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو دین سکھائیں۔ حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ:

"بچوں کی تربیت اور ان کی تکلیف برداشت کرنے سے دل تنگ نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس میں بہت بڑے اجر کی امید ہے۔"

از مکوبات ۲۲۹

بچوں کی تربیت کا دستور العمل

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کی تربیت کے لیے ایک بہترین دستور العمل تجویز فرمایا ہے۔ اسے ہر صاحبِ اولاد کو اپنا رہنما بنانا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ بیٹا (اولاد) ماں باپ کے ہاتھ میں امانت ہے۔ بچے کا دل نفیس گوہر کی طرح پاک ہوتا ہے۔ اس میں موم کی مانند نقش بن سکتا ہے۔ وہ پیدا ہوتے وقت ان نقشوں سے خالی ہوتا ہے اور پاک زمین کی طرح ہوتا ہے اس میں (نیکی یا بدی کا) جو بیج ڈالوگے وہی اُگے گا۔ اگر اس میں بھلائی کا بیج ڈالو گے تو وہ دین و دنیا کی سعادت کو پالے گا۔ اس کے ثواب میں ماں باپ اور اس کے برعکس اس میں برائی کا بیج ڈالا تو وہ بدبخت ہوگا اور جو برائی اُس سے سرزد ہو گی اس میں مذکورہ حضرات شامل ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ لہٰذا اولاد کو دنیا کی آگ سے بچانے سے دوزخ کی آگ سے بچانا بہتر ہوگا اور دوزخ کی آگ سے بچانا اِس طرح ہوگا کہ اُسے با ادب رکھیں اور اچھے اخلاق سکھائیں۔ اسے بدکار دوستوں اور یاروں سے دُور رکھیں۔ دراصل سارا فساد بُرے دوستوں سے پیدا ہوتا ہے۔

اسے ناز و نعمت اور عمدہ و نفیس لباس کا خوگر نہ بنائیں۔ جب وہ بچپن میں ان کے بغیر صبر نہ کرے گا تو بڑا ہو کر ساری عمر ان کی طلب میں ضائع کر دے گا۔ لہٰذا ابتداء ہی سے یہ کوشش بھی ہونی چاہیئے کہ دودھ پلانے والی (ماں یا دوسری عورت) صلاحیت والی اور نیک خصلت ہو۔ حلال کھانے والی ہو کیونکہ دُودھ پلانے والی کی بُری خصلت بچے پر اثر کرتی ہے اور حرام کھانے سے جو دودھ پیدا ہوگا وہ حرام ہوگا اور جب بچے کا گوشت اس حرام دودھ سے بنے گا تو اس کی طبیعت میں اس کی مناسبت پیدا ہو گی اور یہ بات اس کے بالغ ہونے کے بعد ظاہر ہوگی۔

جب بچہ بولنے لگے تو چاہیئے کہ اس کا پہلا سخن "اللہ" ہو۔ اس بات کی اسے تلقین کریں۔

جب بچہ اس قابل ہو جائے کہ بعض چیزوں سے شرم کرنے لگے تو یہ اس بات کی بشارت ہے کہ اس پر نورِ عقل نے پرتو ڈالا ہے لہٰذا یہ عقل اس پر شرم کو مسلّط کرتی ہے اور اسے ہر بُرائی سے شرمندگی ہوتی ہے۔ اوّل چیز جو بچے میں پیدا ہوتی ہے وہ کھانے پینے کی خواہش ہے لہٰذا اس وقت اُسے کھانے پینے کے شرعی آداب سکھانے چاہئیں کہ وہ کھاتے وقت بسم اللہ شریف پڑھے۔ دائیں ہاتھ سے کھائے پئے۔ جلدی جلدی نہ کھائے اور خوب چبا کر کھائے اور دوسروں کے لقمہ کی طرف نہ دیکھے۔ لقمہ اپنے سامنے سے اٹھائے۔ جب تک ایک لقمہ نہ کھالے دوسرا لقمہ ہاتھ میں نہ اٹھائے۔ اپنے ہاتھ اور کپڑے کھانے سے آلودہ نہ کرے۔ کبھی کبھی بغیر سالن کے صرف روکھی روٹی کھانے کو دیں تاکہ سالن کے ساتھ کھانے کی عادت نہ بنائے۔ زیادہ کھانے کی بُرائی اُسے بتائیں اور کہیں کہ پُرخوری جانوروں اور بے عقلوں کا کام ہے۔ زیادہ کھانے والے بچوں کی بُرائی اس کے سامنے بیان کریں اور ادب والے بچوں کی تعریف کریں تاکہ اچھا کام کر کے اپنی تعریف کرانے کا جذبہ اس میں پیدا ہو۔

جب بچے کو مکتب (مدرسے) میں بھیجیں تو اوّل قرآن مجید پڑھائیں۔ اسے اس وقت نیکوں اور پرہیزگاروں کی باتوں اور حکائتوں اور حضرات صحابۂ کرامؓ اور سلف صالحین کی سیرتوں کو اپنانے میں مشغول رکھیں اور آزاد نہ چھوڑیں کہ وہ

جن اشعار میں عشق کی باتیں اور عورتوں کی خوبصورتی وغیرہ کی تعریف ہو ان کو پڑھنے نہ لگ جائے۔

جب بچہ کوئی نیک کام کرے اور اس میں نیک خصلت پیدا ہو تو اس بات پر اس کی تعریف کریں اور اُسے کوئی چیز دیں جسے لے کر وہ خوش ہو جائے اور اس کے اچھے کام اور نیک خصلت کی لوگوں میں تعریف کریں۔ اگر بچہ کوئی خطا کرے تو ایک دو بار انجان بن جائیں گویا کہ آپ نے اس کو خطا کرتے دیکھا ہی نہیں تاکہ اسے رسوا کرنے والی بات سننی نہ پڑے۔ خاص طور پر جب وہ چھپا کر خطا کرے تو انجان بن جانا چاہیئے کیونکہ اس بارے میں اسے زیادہ باہر جھڑکا جائے گا تو وہ دلیر ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ دوبار خطا کرے تو ایک مرتبہ چھپ کر اسے ملامت کریں اور کہیں کہ خبردار! تیری اس خطا کا کسی کو پتہ نہ چلے ورنہ لوگوں میں رسوا ہو جائے گا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ جانیں گے۔ اس طرح اسے آئندہ خطا کرنے سے روکیں۔

باپ کو چاہیئے کہ اپنی حشمت کے ساتھ اُس پر نگاہ رکھے اور ماں کو چاہیئے کہ اُسے باپ سے ڈراتی رہے۔ ہر روز ایک گھڑی کے لیے کھیل کود سے نہ روکیں تاکہ وہ خوش رہے اور تنگ دل نہ ہو جائے۔ کیونکہ تنگ دلی سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے

اُسے یہ بات بھی سکھانی چاہیئے کہ وہ ہر کسی سے 'تواضع' کے ساتھ پیش آئے اور دوسرے لڑکوں پر فخر نہ کرے اور لاف زنی (شیخی) سے کنارہ کرے اور دوسرے لڑکوں سے کچھ نہ لے بلکہ کچھ ان کو دے۔ اسے سمجھائیں کہ دوسرے لڑکوں سے کچھ لینا فقیروں اور بے ہمتوں کا کام ہے۔ ایسے راہ پر نہ ڈالنا چاہیئے کہ دوسروں سے سونا و چاندی، نقد رقم یا دوسری کوئی چیز نہ لے ورنہ اس عادت سے وہ برباد ہو جائے گا اور بُرے کاموں میں پڑ جائے گا۔ اُسے سکھائیں کہ لوگوں کے روبرو نہ تھوکے اور نہ ہی ناک صاف کرے اور لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور تھوڑی کے نیچے ہاتھ نہ مارے کیونکہ ایسا کرنا کاہلی کی نشانی ہے۔

اور یہ بھی اُسے سمجھائیں کہ زیادہ نہ بولا کرے اور قسم ہرگز نہ کھائے جب اس سے کوئی نہ پوچھے تب تک بات نہ کرے۔ اور جو اس سے بڑا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اس کی عزت کرے اور اس کے آگے آگے نہ چلے۔ اُسے بتائیں کہ جب کبھی استاد اُسے مارے تو وہ چیخ و پکار نہ کرے اور شفارش نہ کرائے اور صبر کرے۔ اُسے ہدایت کریں کہ مردوں کا کام تحمل کرنا ہے۔ رونا اور چلانا عورتوں کا کام ہے۔ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو محبت و پیار کے ساتھ اس کو

طہارت (وضو) اور نماز کی ہدایت کریں۔ جب دس برس کا ہو جائے اور نماز میں کوتاہی کرے تو اُسے ماریں اور اُسے ادب سکھائیں۔ چوری، حرام خوری اور جھوٹ بولنے کی بُرائی بیان کریں۔ اس طرح پر پرورش کرنے سے جب بچہ بالغ ہو جائے تو مذکورہ آداب کے راز اُسے بتائیں تاکہ وہ اس کے دل میں اثر انداز ہو جائیں۔ مثلاً اس وقت اُسے کہیں کہ کھانے پینے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی طاقت پیدا ہو اور نماز دنیا سے مقصود آخرت کے لیے نیک اعمال کا توشہ حاصل کرنا ہے۔ دنیا تو کسی کا ہمیشہ ساتھ نہیں دیتی۔ موت جلد اچانک آجاتی ہے اور عقل مند وہ ہے جو دنیا سے آخرت کا توشہ نیک اعمال کا سرمایہ حاصل کرے تاکہ جنت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے ہمکنار ہو جائے۔ اسے جنت و دوزخ کی صفتیں بھی بتائیں نیک و بد کا ثواب اور عذاب بھی اسے ذہن نشین کریں۔ جب آپ ابتدا ہی سے ادب کے ساتھ بچے کی پرورش کریں گے تو یہ باتیں اس کے دل میں پتھر پر نقش کی طرح جم جائیں گی۔ اگر ابتدا ہی سے اُسے چھوڑ دیا گیا اور اس کی تربیت کی طرف دھیان نہ دیا تو یہ باتیں اس کے لیے ایسی ہوں گی جیسے دیوار سے خاک بھر جاتی ہے۔ یہ باتیں اس کے دل میں اثر نہ کریں گی۔

حضرت سہل تستری رح فرماتے ہیں کہ میں

تین سال کا تھا کہ رات کو ماموں جان نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک بار انہوں نے فرمایا بیٹا! جس اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا ہے تو اسے کیوں یاد نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا کہ ماموں جان! کیسے یاد کروں؟"

آپؒ نے فرمایا کہ رات کو جب بچھونے پر سونے لگے تو تین بار دل سے یوں کہہ لیا کر کہ:

خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے
خدا تعالیٰ میری طرف نظر رکھتا ہے
خدا تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ جب چند راتیں میں نے یہ ورد کیا اس کے بعد میرے ماموں نے فرمایا کہ ہر رات گیارہ مرتبہ کہا کر۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میرے دل میں اس کی حلاوت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح ایک سال گذر گیا تو میرے ماموں نے فرمایا کہ میں نے تجھے جو عمل بتایا ہے اسے ساری عمر یاد رکھنا جب تک تجھے قبر میں دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ تیرا اس جہان اور اُس جہان میں مددگار رہے گا۔ کئی سال تک میں یہ ورد کرتا رہا اور اس کی حلاوت میرے دماغ میں سما گئی۔ پھر ایک دن میرے ماموں نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ رہتا ہو اور جس کی طرف دیکھتا ہو اُسے ہرگز گناہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھتا ہے،

پھر مجھے معلّم کے پاس بھیجا۔ میرا دل گھبرایا میں نے کہا کہ ہر روز ایک گھڑی کے لیے معلّم کے پاس بھیج کرو اور اس سے زیادہ وقت کے لیے نہ بھیجیں۔ میں نے جب قرآن مجید پڑھ لیا تو اس وقت میں سات برس کا تھا۔ جب میں دس برس کا ہوا تو لگاتار روزے رکھتا اور جَو کی روٹی کھاتا۔ بارہ برس کی عمر تک میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میری عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ایک مسئلہ میرے دل میں آیا۔ میں نے کہا کہ مجھے بصرہ کی طرف بھیج دو تاکہ وہاں جا کر یہ مسئلہ دریافت کروں۔ مجھے بصرہ بھیج دیا گیا۔ میں نے وہ مسئلہ سب علماء کرام سے دریافت کیا مگر کوئی بھی حل نہ کر سکا۔ مجھے ایک عابد کا پتہ بتایا گیا کہ میں اُس کے پاس جاؤں۔ انہوں نے وہ مسئلہ حل کر دیا۔ مدّت تک میں اُن کی خدمت میں رہا پھر واپس میں اپنے شہر تستر میں آیا اور چاندی کے ایک درہم کے میں نے جَو خریدے اور جَو کی روٹی سے میں روزہ کھولتا۔ اس کے ساتھ کوئی سالن نہ ہوتا اور سال بھر کے لیے میرے لیے چاندی کے ایک درہم کے جَو کافی ہوتے۔

ایک مرتبہ میں نے قصد کیا کہ تین رات دن کچھ نہ کھاؤں۔ میں جب اس پر قادر ہو گیا تو پانچ روز تک پہنچا اور پھر سات دن تک اسی طرح پچیس دن تک پہنچا اور کچھ نہ کھاتا اور بیس برس تک اسی حال پر صبر کیا اور ساری رات عبادت کرتا۔

یہ حکایت اس لیے بیان کی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو بڑا کام ہو اس کا بیج بچپن میں ڈالنا چاہیئے۔

(کیمیائے سعادت)

کمیونزم اور بناوٹی اسلام

حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:

"یاد رکھو اصلی اور کھرے اسلام کو کمیونزم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہاں ہمارا پنجابی اسلام بناوٹی اسلام اور کھوٹا اسلام کمیونزم کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ میرا دعویٰ ہے اور میں دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں کہ کمیونزم تو اسلام کا دیباچہ بھی نہیں ہے۔

عالم اور عابد میں فرق

حضرت لاہوریؒ نے فرمایا: "ایک عالم کی مثال ایسی ہے جس طرح ملاح بہت سارے لوگوں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار لگا دے اور عابد کی مثال ایسی ہے جس طرح خود تیر کر دریا کے پار چلا جائے۔

بچوں کا صفحہ

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

سیدہ صائمہ منصور ماکرشن نگر

بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ہمارا مذہب اسلام ایک ہمہ گیر مذہب ہے۔ زندگی کے تیز و تلخ حالات اور خوشی و مسرت میں بھی اسلام کے قوانین ہمارے سامنے موجود ہیں۔ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس میں اسلام کے ضابطے ہماری رہنمائی کے لئے موجود نہ ہوں۔ خود ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک مکمل معیار ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ تمہارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے (قابل تقلید)۔

اب ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنی زندگی کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر گذاریں۔ آپؐ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کریں اور آپ کی منع کی ہوئی چیزوں سے مکمل اجتناب کریں۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپنا کس طرح گذرا۔ یہ ہمیں ضرور معلوم ہونا چاہئے۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بہت ہی زیادہ شریف النفس تھے۔ برے لڑکوں سے میل جول قطعاً نہ رکھتے تھے۔ غلط کاموں میں ہرگز دلچسپی نہ تھی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ چھوٹے تھے ساتھیوں نے کہا کہ آج فلاں گھر کے اندر شادی ہے وہاں ناچ گانا بھی ہوگا۔ چلو چلتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ لیکن ساتھیوں کے اصرار پر راضی ہوگئے لیکن جب ناچ گانا شروع ہوا تو آپ وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ یہ آپؐ کے گانے میں عدم دلچسپی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا بچپنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپنے کی طرح گذارنے کی توفیق دے۔ آمین!

خوش خلقی

بچو! مَیں اک گیت سناتی جاؤں — حق کی راہ تمہیں دکھلاتی جاؤں
دنیا ہے رنگین محل سپنوں کا — جینے کا مَیں ڈھنگ سکھاتی جاؤں
ادب بڑوں کا چھوٹوں پر شفقت کر — بات نبیؐ کی مَیں بتلاتی جاؤں
آپس میں جو میل و محبت رکھیں — مَیں بس ان کے ہی گُن گاتی جاؤں
والدین کی خدمت عین عبادت — جنّت کی پہچان بتاتی جاؤں
راہِ خدا میں دُکھ سہنا مرجانا — نبیوں سے والا کام تمہیں سمجھاؤں
ذکر و شکر سے اپنی زبان تر رکھنا — لغو سے بچنےؐ کا گر یہ سکھلاؤں
خوش خلقی سے پیش آؤگے گر تم — عزّت کی تلوار تمہیں دے جاؤں
قوم کی امیدیں تم سے وابستہ
رکھنا ذہن میں بات یہ "اب مَیں جاؤں"

(سیدہ عنیقہ منصور، طالبہ (جماعت چہارم) اسلام پورہ لاہور

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے — مدیر

نام کتاب : خاص خاص نمازیں، وظیفے اور دعائیں
مصنّف : مولانا محمد ادریس الانصاری
قیمت : ۲۱ روپے صرف
ناشر : ادارہ تبلیغ الاسلام صادق آباد
ملنے کا پتہ : سنّی پبلی کیشنز، الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲

دین کامل و اکمل اسلام نے انسانی رہنمائی کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو روز روشن کی طرح عیاں اور واضح کر دیا انسان اس پر عامل رہا تو معاشرہ جنّت نظیر اور اس سے پہلو تہی نے معاشرے کو جہنم زار بنا دیا۔ ایسے مشکل وقت میں انسان کی فوز و فلاح کس طرح ممکن ہوگی۔ نبیٔ کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اس کے لئے بھی روحانی علاج تجویز فرمائے۔ برائی سے بچنے کے لئے تعوذ، ولاحول، نیکی کی طرف میلان کے لئے تسبیح و تہلیل، مصائب سے نجات کے لئے صلوٰۃ الحاجۃ سکون قلب کے لئے ذکر الٰہی، اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ہماری کم بختی اور جہالت نے ہمیں ان سے دور کر دیا۔ جس کے منطقی نتیجے کے طور پر ہم پھر پریشانی کے گرداب میں پھنس گئے۔ بندگانِ الٰہی نے ہماری رہنمائی کے لئے ہمیں پھر سے اصل کی طرف لوٹانے کے لئے سعیٔ بلیغ فرمائی۔

زیر نظر کتاب آسمانِ تصوّف کے درخشندہ ستارے مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد ادریس الانصاری کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

جس میں فضائل اذکار اور ان کی تفصیلات کے ساتھ مختلف نوافل کے اوقات مثلاً تہجد، اشراق چاشت، اوّابین، صلوٰۃ الحاجۃ، صلوٰۃ الخوف، صلوٰۃ استخارہ، جسمانی نماز، روحانی نماز، حقیقی نماز بنانے پر محنت کا طریقہ و ثمرہ پر تفصیلی بحث ہے۔ ان کی وضاحت و تمثیل کے لئے نبی کریم علیہ السلام کے نورانی اعمال اور خلفاء راشدین کے خصوصی اشغال اہمیت کے حامل ہیں۔ کتاب کے اختتام پر حضورؐ کی چار خاص دعائیں اور عملیات و تعویذات ہیں۔ مجموعی اعتبار سے کتاب خصوصی اہمیت کی حامل ہے جس کا ہر ذی علم مسلمان کے پاس ہونا ازبس ضروری ہے۔ کتاب سفید اعلیٰ کاغذ پر اعلیٰ معیار کے ساتھ سامنے کی گئی ہے۔ جبکہ پلاسٹک کور نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

نام کتاب : قوالی (قرآن وسنّت اور صلحاء امت کی نظر میں)
مصنّف : قاری عبدالمجید
ناشر : مدرسہ انوار الاسلام ایبٹ آباد
قیمت : -/۱۲ روپے صرف
ملنے کا پتہ : سنّی پبلی کیشنز، الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲

امام احمد بن حنبل رحؒ نے اپنی مسند کے باب اللّھو میں حضرت

ابی امامۃ رحمہ اللہ تعالٰے سے سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کا فرمان نقل فرمایا ہے جس میں آلاتِ موسیقی، صلیب اور جاہلانہ رسوم کو ختم کرنے کا تذکرہ ہے۔

مومن کامل کے سامنے جب نبی آخرالزمان علیہ السلام کا فرمان آتا ہے تو اس کی گردن اطاعت و فرمانبرداری سے جھک جاتی ہے مگر شیطان لعین نے عزت و افتخار کے علمبردار انسان کو پھر سے قعرِ مذلّت میں گرانے کے لئے نت نیا حربہ ایجاد کیا۔ اور اسے مخالفت احکام اسلامی پر ابھارنے کی کوشش کی۔ سادہ لوح مسلمان تو اس کا شکار ہو جاتے ہیں مگر پڑھے لکھے اور باشعور لوگ اس سے بچنے کے لئے تگ و دو میں مصروف کار نظر آتے ہیں۔ اس سائنسی دور میں جیسے جیسے سائنسی ایجادات میں اضافہ ہو رہا ہے اسی طرح ابلیسی ہتھکنڈے بھی نیا نیا روپ دھار کر سامنے آ رہے ہیں جس جال میں متوسط گھرانے اور عام پڑھے لکھے مسلمان زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر میں پرستارانِ شکم نے مسلمانوں کو ظلمت وضلالت کے گڑھے میں گرانے کو "قوالی" کے نام سے ایک نیا شیطانی جال بنایا اور اس کو خدمت رسول کے نام سے رائج کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ اس میں استعمال ہونے والے آلاتِ موسیقی طبلہ، سارنگی، ڈھولک اور ستار کی مذمت و قباحت اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور انہی کے مٹانے کو بعثت نبوی کا ایک مقصود بتلایا گیا اور پھر اس فعلِ قبیح کی نسبت ان اہل اللہ کی طرف کی۔ جن کی ساری زندگی کا مقصد ہی انسانیت کو گمراہی و ضلالت سے نکالنا تھا۔ حالانکہ اہل اللہ، صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے ہمیشہ سنّتِ نبوی کی اطاعت کو شعار بنایا۔

قاری عبدالمجید نے اس شیطانی جال سے نکالنے کے لئے اس کتاب میں قرآن عزیز، سنّتِ مطہرہ اور صلحاءِ امّت کی روشنی میں قوالی کا خلاف شریعت ہونا واضح کیا ہے۔ کتاب ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزیّن ہے۔ اہلِ علم کے لئے نایاب حوالہ جات اور عوام کے لئے رہنمائی کا آسان ذریعہ ہے۔

بقیہ : امام الهدیٰ نے فرمایا۔

اپنی لغزشوں، خطاؤں، سیہ کاریوں کی پاداش سے بچنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع۔ اس کے سوا دنیا کا کوئی رہنما اپنے متبعین کے لئے جو لائحہ عمل بھی پیش کرے گا اور کسی ملک کا کوئی ادارہ لوگوں کے لئے جو قانون بھی بنائے گا وہ سراسر گمراہی اور تباہی کا سبب بنے گا ؎

محمد ﷺ کی غلامی ہے شرط آزاد ہونے کی
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

{۹ر نومبر ۱۹۷۲ء کو اجتماع جمعہ سے خطاب}

ضروری التماس

حضرت اقدس مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم العالیہ ۳۰ر جولائی ۸۵ء کو یورپ اور عرب ممالک کے دورے پر روانہ ہوں گے۔ اس لئے جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں ماہانہ مجلس ذکر ۲۸ر جولائی ۸۵ء بروز اتوار بعد نماز مغرب منعقد ہوگی۔

احباب مطلع رہیں

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

اعصابی کمزوری

س : میری عمر ۲۴ سال ہے۔ گذشتہ چار سال سے سخت اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوں۔ بائیں طرف بازو سے کر ٹانگ تک زیادہ کمزوری ہے۔ چلتے ہوئے لڑکھڑاتا ہوں، دماغی کمزوری بھی ہے۔ کمزوری خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ متعدد ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا مگر ذرا افاقہ نہیں ہوا۔ قبض رہتی ہے۔

(محمد علی نسیم، ضلع قصور)

ج : روزانہ صبح سویرے ایک چمچہ ایک کپ پانی میں جوش دے کر نیم گرم پیا کریں۔ روزانہ دوپہر کے کھانے کے درمیان ایک چمچی روغن زیتون (ساختہ اٹلی) پیا کریں۔ رات سوتے وقت روغن زیتون کی گدّی پر مالش کیا کریں۔ بازو اور ٹانگ پر بھی روغن زیتون کی روزانہ مالش کریں۔ دوا کے طور پر ہماری دوائی جوارش فرحت استعمال کریں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

دردِ سر

س : میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے۔ کانوں کے پیچھے ہڈیوں میں نیز آنکھوں میں درد رہتا ہے بہت علاج کرایا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

اعجاز احمد راشد
ڈیرہ اسمٰعیلخان

ج : آپ درج ذیل نسخہ استعمال کریں :۔

پوست ہلیلہ زرد ۵ تولہ، پوست ہلیلہ کابلی ۵ تولہ، سونف ۵ تولہ، برگ سناکی ۳ تولہ، آملہ مقشر ۵ تولے، افیون ۳ تولہ نمک سیاہ ۲ تولہ۔ تمام دوائیں پیس کر ملا لیں۔ صبح و شام کھانے کے بعد ایک ایک ماشہ پانی کے ساتھ رات سوتے وقت ۳ ماشہ دودھ کے ساتھ کھائیں۔ نیز گردن کے پیچھے روغن زیتون کی مالش کریں۔

ناک بند رہتی ہے

س : میری ناک اکثر بند رہتی ہے اور سر میں درد بھی رہتا ہے۔ کوئی اچھا نسخہ بتائیں۔ یا تیار شدہ دوائی روانہ کریں۔

(نورالدین عثمانی، فیصل آباد)

ج : ایک تولہ روغن بادام میں ایک ماشہ کافور پیس کر ملا لیں۔ روزانہ صبح و شام ڈراپر سے ناک میں دونوں طرف چار قطرے ٹپکایا کریں۔

نیز صبح و شام اطریفل اسطخودوس ۳ ماشہ کھایا کریں۔